وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

حکم سے غالب آئیں گے۔ اللہ ان کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

(۸ : ۶۵-۶۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جس کمزوری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے کوئی جسمانی کمزوری نہیں بلکہ ایمان اور کردار کی کمزوری مراد ہے اور ایمان و کردار کی یہ کمزوریاں آنحضورؐ کے فیضِ تربیت اور فیضانِ نظر سے رفتہ رفتہ ہی ختم ہوئیں۔ لہٰذا اس بات کو مان لینے سے کہ غزوۂ احد میں مسلمانوں سے استقامت کی کمی اور ایک مخصوص رخ سے کردار کی کمزوری کا مظاہرہ ہوا اور جس کے باعث سامنے نظر آتی فتح ہزیمت میں تبدیل ہوگئی نہ تو عظمت صحابہ پر حرف اور نہ ہی اس کے اظہار سے اہانتِ صحابہ کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تربیت کے لحاظ سے یہ مناسب سمجھا کہ اس کمزوری کے مظاہرہ پر مسلمانوں کو ہلکی سی ایک چوٹ دی جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے انھیں سبق ہو، ورنہ وہ قادر مطلق تو بہرحال اس پر قادر تھا کہ مسلمانوں کے اس غلط عمل کے باوجود مسلمانوں کا نقصان نہ ہونے دیتا اور ان ہی کو فتحیاب کرتا۔ چنانچہ میدانِ جنگ کی عملی تنبیہ کے بعد ان الفاظ میں مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا گیا:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

دل شکستہ اور غمگین نہ ہو۔ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت تو تمھیں ضرور چوٹ لگی ہے لیکن اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمھارے فریق مخالف کو بھی لگ چکی ہے[۱]۔ یہ تو زمانے کے

۱۔ جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے۔

شُهَدَآءَ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ لا
نشیب و فراز ہیں جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں....

(۳: ۱۳۹- ۱۴۰)

اور پھر زمانے نے شہادت دے دی کہ غزوۂ احد کے بعد کے دورِ نبوی میں دورِ نبوی کے بعد بھی ایک عرصہ تک کبھی مسلمانوں کی طرف سے ایسی کمزوری ظاہر نہیں ہوا اور انھوں نے ہر ایسے موقعہ پر صبر و استقلال اور دنیوی مال و منال سے بے رغبتی، ڈسپلن کی پابندی اور رفعتِ کردار کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

●●

اعلان

قارئین کے لئے یہ اطلاع ضروری ہے کہ شدید گرانی کی وجہ سے بدل اشتراک میں معمولی سا اضافہ کیا جارہا ہے۔

از راہِ کرم اب نئے سال کا بدل اشتراک ۴۵ روپے ارسال کریں۔

نوازش ہوگی

(ادارہ)

قرآنِ کریم غیروں کی نظر میں

محمد سعید الرحمٰن شمس مدیر نصرۃ الاسلام کشمیر

ہر انسان اپنی مستعار زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھائے، خاطر خواہ لطف اندوز ہو اور حقیقت میں ایک کامیاب اور پرمسرت زندگی بسر کرے، یقیناً یہ سبھوں کا مشترکہ حق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں لازوال خوشیاں اور حقیقی مسرت وشادمانی کس طرح حاصل کرے۔ جواب یہ ہے کہ جب اسے واقعی زندگی گذارنے، زندگی کو سنوارنے کا صحیح اور فطری طریقہ معلوم ہوجائے۔ انسانی زندگی کے حسین، دلکش اور خوبصورت خط وخال جس سے ظاہری و باطنی جمال میں نکھار پیدا ہو اور جس کی بدولت آدمی کی زندگی میں ایک غیر معمولی کشش اور جاذبیت پیدا ہو۔ اس کی پوری تفصیلات اور کامل ہدایات پیغامِ ربانی، صحیفۂ یزدانی، یعنی "قرآن مجید" میں موجود ہے۔ قرآن کریم منزل من اللہ، کلام اللہ، صحیفۂ مقدسہ، کتاب فطرت اور کتاب حکمت ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ "شفاء اللناس" اور اور "ذکرٌ للعالمین" ہے۔ اس کی حکمت لایزال، اس کا پیغام دائمی، ابدی اور عالمگیر ہے۔ آیئے اس تناظر میں غور فرمایئے۔ ان غیر مسلم اسکالرس (Scallers) مفکرین، دانشوروں اور علماء کے خیالات، تاثرات اور احساسات جنھوں نے بنظر غائر اور

معروضی نقطۂ نظر سے قرآن کریم کا مطالعہ اور تحقیق کی ہے اور اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ بلا شبہ قرآن کریم آسمانی کتاب اور پیغمبر اسلام کا ایک زندہ جاوید علمی اعجاز ہے جو ببانگِ دہل پوری انسانیت کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے۔

مشہور مورخ و مفکر ایڈورڈ گبن قرآن مجید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قرآن مجید کو مسلمانوں کا ایک عام مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی اور قومی قانون اور دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا ضابطہ کہہ سکتے ہیں۔ وہ ہر ایک امر پر حاوی ہے۔ مذہبی عبادات سے لے کر رات دن کے کاروبار، روحانی نجات سے لے کر صحت جسمانی، جماعت کے حقوق، حقوق افراد، اخلاق سے جرائم اور دنیوی سزا سے دینی سزا و آخرت تک تمام احکام و قوانین قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اسی سبب سے قرآن اور بائیبل دو مختلف چیزیں ہیں۔ بائیبل میں دینیات کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں ہے بلکہ اس میں قصص ہیں جن سے عبادات اور پرہیزگاری کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ نہ قرآن اناجیل سے ملتا ہے کہ اس کو ہم صرف مذہبی رایوں اور افعال کی اصلاح ہی کا معیار قرار دیں، بلکہ بخلاف اس کے قرآن میں سیاسی اصول بھی موجود ہیں۔ انھیں اصول پر حکمت کی بنیاد پڑی۔ انھیں سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں اور روزمرہ کے جانی و مالی مقدمات کے فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔"

جارج سیل کی شہادت:

"قرآن کریم بے شبہ عربی زبان کی بہترین اور مستند ترین کتاب ہے اور جیساکہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے اور خود یہ کتاب

انھیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا۔ یہ ایک مستقل معجزہ ہے جو مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزے سے بہت بلند پایہ ہے اور تنہا یہ صحیفہ دنیا کو اپنے آسمانی ہونے کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے آنحضرت صلعم نے عرب کے نہایت فصیح اللسان ادباء کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیا تھا کہ ان میں سے کوئی شخص ایک آیت ہی ایسی پیش کر دے جو قرآن کریم کی آیت سے لگا کھا سکے، اس وقت ملک عرب میں ہزاروں فصحاء و بلغاء موجود تھے۔ عرب کے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ شاعر لبید نے کعبہ پر اپنی نظم لٹکائی تھی جب اس کے پاس ہی قرآن کریم کی دوسری آیت لٹکائی گئی تو خود لبید شاعر (جو بُت پرست تھا) اس آیت کے ابتدائی الفاظ پڑھ کر انگشت بدنداں رہ گیا اور بے ساختہ تعریفی کلمات اس کی زبان سے نکل گئے، لبید فی الفور اس مذہب پر ایمان لایا جس کی تعلیم اس آیت کے الفاظ دہرا رہے تھے۔

قرآن پاک قریش کی زبان میں ہے جو جملہ اقوام عرب میں شریف ترین اور مہذب ترین قوم ہے۔ انتہا درجہ کی پاکیزہ اور لطیف زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ وہ (قرآن شریف) فصیح ترین زبان کا نمونہ ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثال نہیں لا سکتا اور اسی واسطے اس کو ایک لازوال معجزہ قرار دیا ہے جو مردوں کو زندہ کر دینے سے بڑھ کر ہے اور تمام دنیا کو اپنا ربّانی الاصل ہونے کا ثبوت دینے کو اکیلا کافی ہے۔ قرآن کا طرزِ تحریر عموماً خوش آئند اور رواں ہے بالخصوص اس جگہ جہاں پیغمبرانہ اشعار اور توریتی جملوں کو نقل کرتا ہے۔ وہ مختصر اور بعض مقامات پر مبہم ہے اور مشرقی ڈھنگ کے مطابق پُر حیرت مضمون

سے مرصع اور روشن اور پرمعنی کلمات سے مزین ہے اور اکثر مقامات میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اوصاف کا بیان آتا ہے نہایت عالی مرتبہ اور رفیع الشان ہے۔"

موسیو ڈمونیتسن آف فرانس کی شہادت:

"قرآن شریف کے مضامین سے جو برق کی طرح تڑپا دینے والے ہیں اس کتاب کے حسن کا جلوہ نظر آتا ہے اور مسٹر گوئٹے کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں تو وہ اور زیادہ ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہے اور بتدریج فریفتہ کر لیتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر کار فرحت آمیز تحیّر میں ڈال دیتی ہے اس لئے ہم بے اختیار اس عجیب و غریب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔"

جان جاک آسو فلاسفر کی شہادت:

"بعض تھوڑی سی عربی سیکھ کر (جیسے ڈاکٹر منکا نا وغیرہ) قرآن شریف کا معاذ اللہ تمسخر اڑاتے ہیں اور اگر اپنی خوش قسمتی سے کبھی ان کو یہ موقعہ حاصل ہوتا کہ آنحضرت صلعم اپنی فصیح زبان اور موثر لہجہ میں قرآن شریف کی کوئی سورۃ پڑھ رہے ہیں جس کا دلوں پر خاص اثر ہوتا ہے اور جب کسی آیت کے متعلق یہ احتمال ہوتا ہے کہ سامعین اس کے حقیقی مفہوم تک رسائی نہیں کر سکیں گے تو اپنی اعجازی قوت بیانیہ سے اس کی توضیح فرما دیتے ہیں تو یقیناً ہر شخص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتا اور سب سے پہلے اس کے منہ سے یہ آواز نکلتی کہ پیارے نبی، پیارے نبی، رسول خدا علیک الصلوٰۃ والسلام میرا ہاتھ پکڑ لیجئے اور مجھے اپنے پیروؤں میں شامل کرنے کی عزت اور افتخار سے مشرف کرنے میں دریغ نہ فرمائیے۔"

جے جے بول:

"تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گذشتہ سالوں میں مَیں نے غور سے جو اس کا مطالعہ کیا ہے تو اس کی بلاغت الفاظ کی شان و شوکت اور روانی سے حیران رہ گیا ہوں۔"

مہاتما گاندھی کی شہادت:

"مجھے قرآن کو الہٰی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں ہے۔"

پادری ریورانڈ ارمیکسویل کی شہادت:

"میرا ایمان ہے کہ اگر الہام دنیا میں کوئی شی ہے اور الہام کا وجود ممکن ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔"

پنڈت جیمپوتی ایم اے کی شہادت:

"ان کے (آنحضرت صلعم) دل کی آواز قرآن کی آیات ہیں۔ حضرت کی اولوالعزمیوں کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے حضرت کی شعلہ بیانیوں سے ان کے زندہ پیغام کو اخذ کرنا ضروری ہے۔"

پرنسپل رام دلیپ ایم اے کی شہادت:

"قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہوئی ہے۔"

مزک مورخ جرمنی کی شہادت:

"قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی ولطیف

ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک امین ناصح نصیحت کر رہا ہے
اور ایک فلسفی حکمت الہٰی بیان کر رہا ہے۔"

پروفیسر دوار کا داس کی شہادت :

"قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیغام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں بمشکل کوئی کتاب پیش کر سکتی ہیں۔"

میجر لیونارڈ کی شہادت :

"اگر کسی کتاب کی عظمت و تقدس کا اندازہ ان نتائج و اثرات سے کیا جائے جو وہ بہترین اور قابل ترین انسانی دماغوں پر نقش کرتی ہے تو یقیناً قرآن کریم کو دنیا کی بہترین و مقدس ترین کتابوں میں بلند و ممتاز جگہ ملے گی۔"

جرمن مشہور علامہ "گوئٹے" کی شہادت :

"جس قدر ہم اس کتاب کے قریب قریب پہونچتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اسی قدر زیادہ دور کھنچی چلی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے، فرحت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے اس طرح یہ کتاب نظروں میں زبردست اثر ڈالتی ہے۔"

مسٹر ایڈگر النسن کی شہادت :

"قرآن شریف اللہ کا کلام ہے، اس کے کلام ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن نے خود دعویٰ کیا ہے کہ مجھ جیسا کلام انسان سے

ممکن نہیں اور واقعی اس وقت سے لے کر آج تک کوئی کلام قرآن جیسا بڑے بڑے شاعروں سے اور فصیح خطیبوں سے نہیں ادا ہو سکا۔ عرب کے بہت سے فصحاء اور نہایت باکمال شعراء قرآن کی اس تحدی اور چیلنج کو سن کر اس پر ایمان لے آئیں۔ منجملہ شاعر لبید بھی ہے جس کی عمر کا بڑا حصہ جاہلیت میں گذرا اور اسلام میں بھی یہ ان سات شاعروں میں ہے جن کے قصیدے بے بدل مانے گئے اور ان قصیدوں کو کعبہ شریف میں لٹکایا گیا۔ جب عرب کے ایسے ایسے بڑے زبان داں اور شعراء کثیر تعداد میں قرآن کریم کو کلام الٰہی ماننے لگے تو یہ اس کے بے نظیر کلام الٰہی ہونے کا کافی ثبوت ہے اور جب وہ بے نظیر ثابت ہو گیا اور اتنے زمانہ تک جو ڈیڑھ ہزار سال کے لگ بھگ ہے کوئی اس جیسا کلام نہ لا سکا۔ تو قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کا دعویٰ ثابت ہو گیا۔"

مسٹر کامس کارلائل کی شہادت:

"میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام معنیٰ میں موجود ہے جس کو اس نے وحشی نظر میں بیش بہا کر دیا تھا۔ سب آخر یہ کہا جا سکتا ہے یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے آخر جو عمدہ گیاں ہیں وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ در اصل ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اسی سے ہو سکتی ہے۔"

مسٹر ڈاسٹین کی شہادت:

"پس جب سنا میں نے قرآن کریم رمضان کے مہینے میں تو میں نے دیکھا کہ یہ کتاب فصاحتِ عظیم اور بلاغتِ رفیع اور اعجاز سے مملو اور وہ واقعہ

جو کہ تعلمات میں دو جزو میں مذکور ہے قرآن کی ایک دو آیتیں اس کو مکمل کر دیتی ہیں اور یہی وہ حد اعجاز ہے کہ جس کے مقابلہ میں طاقت بشری سے یہ بات خارج ہے کہ وہ ایک آیت بھی پیش کر سکے۔ قرآن شریف کی یہی دو آیتیں لے لیجئے "وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ الخ" اس ہی واقعہ کو جو قرآن کی دو آیتوں میں مذکور ہے تورات کی دو فصلوں میں ذکر کیا گیا ہے۔"

مسٹر جان ڈیون پورٹ کی شہادت:

"منجملہ ان بہت سی اعلیٰ خوبیوں کے جو قرآن کے لئے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہیں۔ دو خوبیاں نہایت بیّن ہیں یعنی اول تو اس کا وہ مؤدبانہ اور ہیبت و رعب سے بھرا طرز بیان جو ہر ایک مقام پر جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر یا اس کی ذات کی طرف اشارہ ہے اختیار کیا گیا ہے اور جس میں خداوند عالم کے ان جذبوں اور اخلاقی نقصوں سے منسوب نہیں کیا جو انسان میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرے اس کا ان خیالات و الفاظ اور قصوں سے مبرّا ہونا جو فحش و خلاف اخلاق اور نامہذب ہوں حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیوب توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت قرآن ان سخت عیوب سے مبرّا ہے کہ اس میں خفیف سے خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہیں اور اول سے آخر تک پڑھ جاؤ تو اس میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ پاؤ گے جو پڑھنے والے چہرے پر شرم و حیا کے آثار پیدا کرے۔ قرآن میں ذات باری کی تعریف نہایت مشرّح اور صاف ہے اور جو مذہب اس نے اپنی ان خوبیوں کے ساتھ قائم کیا ہے وہ وحدانیت الٰہی کا

نہایت پختہ اور شدید یقین ہے اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو فلسفیانہ طور پر ایسا مسبب الاسباب مان لیا جائے جو اس عالم کو مقررہ قوانین پر چلا کر خود اسی شان وعظمت کے ساتھ الگ ہے کہ اس تک کوئی شئی نہیں پہنچ سکتی۔ قرآن کی رو سے وہ ہر وقت حاضر وناظر اور اس کی قدرت کاملہ ہمیشہ اس عالم میں عامل ومتصرف ہے۔ علاوہ ازیں اسلام ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں کوئی امر متنازعہ فیہ نہیں اور چونکہ اس میں ایسا کوئی معمہ نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آئے اور نہ زبردستی قبول کرنا پڑے۔ اس لئے وہ لوگوں کے خیالات کو ایک سیدھی سادی اور ایسی پرستش پر قائم رکھتا ہے جو تغیر پذیر نہیں ہے "

پاپولر انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے :

"قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے۔ اس کی انشائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل وبے نظیر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں احکام اس قدر مطابق عقل وحکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفیل ہوسکتے ہیں"

اخبار نیر ایسٹ لندن ۱۹۲۲ء کا تبصرہ ہے :

"قرآن ایک محیر العقول اور معجزنما صحیفہ ہے"

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۱ پر مرقوم ہے :

توریت وزبور انجیل ترے رَن ڈِٹھے وید — رہے قرآن کتاب کل جگ میں پروار

ترجمہ : تورات ، زبور اور انجیل کو ہم نے بغور دیکھا اور ویدوں کو بھی۔ مگر دنیا کے لئے جو ہدایت کاملہ کا موجب بن سکتی ہے وہ قرآن شریف ہے۔

ماگھی کلاں بھائی بالا نوشتہ شری گورو انگند جی صفحہ ۲۲۲ کی عبارت ہے :

"تیے سوف قرآن دے تئے سیپارے تیں   تس وچہ بند نصیحتاں سن سن کر یقین

ترجمہ : عربی کے حروف تہجی تیئس ہیں اور قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں۔ قرآن شریف لا انتہا نصیحتوں کا مجموعہ ہے سنو اور یقین کر و اور ایمان لاؤ۔"

ماگھ نمبر صفحہ ۸۶۳ پر مرقوم ہے :

تپ مٹن پوجا ست سنجم جپ ڈکا ہے جیو   نادہو دہو تلک چڑھا دیو دن سوچ ہنوئی

کل پرمان کتیب قرآن ...   پوتھی پنڈت رہے پوران ...

ترجمہ : پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتا۔ چھوت چھات بھی بیکار ہے جنیو اشنان ، ماتھے پہ تلک لگانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اس زمانہ میں اگر کوئی کتاب کام آوے تو وہ قرآن ہے جس کے آگے پوتھی پران کچھ بھی نہیں ہے۔

الفرڈ گیلام (Alfred quillaume) جو لندن یونیورسٹی میں عربی کے استاد تھے ، اپنی کتاب "Islam" میں قرآن حکیم پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"The Quran is one of the world's classics which cannot be translated without grave loss It has a rhythem of peculiar beauty and a cadence that charms the ear. Many Christian Arass speak of its style with warm admiration and most Arabists

ackrow ledge its excellence. When it is read aloud or recited. It has almost hypnotic effect."

یعنی قرآن کریم دنیا کے شستہ اور فصیح ترین نسخوں میں سے ہے جس کا ترجمہ صحیح مفہوم اور اسرار و رموز کھوئے بغیر نہیں کیا جا سکتا اس کی روانی میں عجیب اور نادر جمال ہے اس میں وہ لحن اور ترتیل ہے جو کانوں کو مسحور کرتی ہے۔ عرب کے بہت سے عیسائی بھی اس کے اسلوب بیان کی نہایت مدح سرائی کرتے ہیں اور عربی زبان کے بیشتر محقق اس کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔ جب قرآن کریم اونچی آواز میں یا ترتیل سے پڑھا جاتا ہے تو اس کا اثر مسحور کرنے والا ہوتا ہے۔

سنٹرل کلچرل اسلامک پریس کی طرف سے جو کتاب شائع کی گئی ہے اور جس کا نام Introduduction to Islam ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲ پر قرآن کریم کے تعلق سے مرقوم ہے:

"The Quran is addressed to all humanity. Without distinction of race, requin or time, further it seeks to quide men in all walks of like. Spiritual, tern poral, indi-vival and collective. It curtains directions for the conduct of the head of a state, as well as a simple commoner, of the rich as

well of the poor, for peace as well as for war, for spiritual culture as for commerce and material well being. The Quran seeks primarily to develop the personality of the individual."

یعنی قرآن کریم کا پیغام بلا امتیاز نسل، خطہ اور زبان ساری انسانیت کے لئے ہے اس کے علاوہ یہ انسان کو زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ روحانی دنیوی، انفرادی یا مجموعی ہو، رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں سربراہ مملکت اور ایک عام انسان، امیر اور غریب، امن اور جنگ، روحانی، تمدنی، تجارتی اور مادی فلاح و بہبود کے لئے ارشادات ہیں۔ قرآن مجید بنیادی طور پر فرد کی شخصیت کو اُبھارنے کی کوشش کرتا ہے۔

آگے چل کر اسی صفحہ پر لکھا ہے:

"The Quran speaks of the best rules relating to social life, commerce, marriage inheritance, peral law, international law and so on; But the Quran is not a book in the ordinary sense; it is a collection of the words of god,